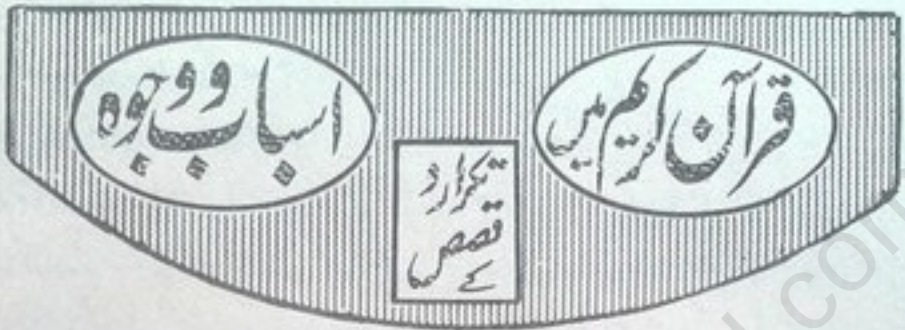




سکے تو کیا ہوا (یعنی اس (محمدؐ) نے بھی ایک ہی طریقہ اپنایا ہے جو دوسرے ادیبوں سے جدا ہے، تو اگر ہم ایک ہی طریقہ اپنایا سکے تو کیا قیامت آن پڑی، لیکن قرآن کریم میں قصص کو مختلف اندازوں میں بیان کرنے سے یہ... دفع ہو گیا۔ (مرتب) یا یہ کہتے یہ قصہ ہے اور قصص میں بلاغت کا دائرہ تنگ ہوتا ہے اور اس نے ایک دفعہ اس کو جو بلاغت سے بیان کیا ہے سوائے اس کے اور نہ ایسا الفاظ میں بیان نہ کر سکے گا، لیکن جب تکرار قصص ظاہر ہوا اور انداز بیان میں تشبہ و اقح ہوا تو ان میں اختلاف کی جگہ نہ رہی۔

سبب سوم: یہ ہے کہ بعض اوقات حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم قوم مخالف کی شرارت اور ایذا سے طول ہو جاتے تھے۔ سورہ حجر میں ہے۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون (آیت ۹۰)۔ ترجمہ: اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کا دل تنگ پڑتا ہے ان کی باتوں سے۔ لہذا اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے ان قصص کو نقل فرماتے ہیں۔ سورہ ہود میں ہے۔ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک و جاءک فی ہذہ الحق وموعظۃ وذکر للؤمنین۔

عرب کے لوگ اکثر مشرک و بت پرست تھے اور خداوند کی توحید اور انبیاء کی نبوت اور قیامت کے آنے کا بالکل انکار کرتے تھے اور ان میں سے بعض کچھ افراط و تفریط کرتے تھے، اس لیے قرآن کے اندر مذکور تینوں امور کا بکثرت ذکر آیا ہے نیز تکرار قصص کے اور بھی کئی اسباب ہیں۔

سبب اول: یہ کہ قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے اس لیے ان میں ان قصص کو اللہ تعالیٰ نے بار بار ذکر کیا ہے، کہیں طویل اور کہیں مختصر اور ہر جگہ ان کو بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر رکھا اور پچھلے دفعہ سے زیادہ لطف دیا گیا۔ یعنی اگر قرآن بشر کا کلام ہوتا تو اس بات سے عاری ہوتا۔ (گویا یہ امر اعجاز قرآن کی دلیل ہے۔ مرتب)

سبب دوم: یہ کہ مخالفین کو صاف کما گیا تھا کہ اگر تم کو کچھ شک ہو تو ایک ہی سورت کی مقدار ایسا کلام بنا کر دکھاؤ، تو احتمال تھا کہ وہ کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو الفاظ آتے تھے ان کو اس نے استعمال کر لیا (یعنی اس کو اور الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہے، لہذا کلام الہی نہیں ہے) (مرتب) یا یہ کہتے کہ ہر ادیب کا انداز بیان جدا جدا ہوتا ہے۔ اگر ہم کلام قرآن کو دیکھیں